تفسیر روح المعانی کے تناظر میں کتبِ سماویہ میں شمائل نبوی ﷺ کا بیان

(تجزیاتی مطالعہ)

Description of the Prophet's Physical Characteristics in *Revealed Books in the Context of Tafsīr Rōh ul M'ānī: An Appraisal*

Muhammad Atif Aslam Rao
Assistant Professor
Department of Islamic Learning, University of Karachi, Pakistan
Email: dratifrao@uok.edu.pk

Wajid Mahmood
Doctoral Candidate
Department of Islamic Learning, University of Karachi, Pakistan
Email: wajidmahmood7575@gmail.com

Abstract

This article is based on the research-oriented analysis of tafsīr Rōh ul M'ānī in communicating the physical features of the Holy Prophet (peace be upon him) to the Ummah as sketched in the previous revealed books. The paper deals with the exquisite description of the bodily characteristics of the Holy Prophet (peace be upon him) which are also known as shamāil e Nabwī. Along with the physical characteristics of the Holy Prophet (peace be upon him), the researcher also elaborates the distortion made by Jews in the revealed books and asking winnings by virtue of the Holy Prophet (peace be upon him), seal of Prophet and some other distinct features of the final prophet (peace be upon him) and his ummah. Utilizing analytical and historical research methodology, the article presents all relevant significant events and references that occurred. This discussion is not only a refresher for the faith that revives the love and reverence of the Holy Prophet (peace be upon him) but also reaffirms the narrations of revealed books particularly in the elaboration of physical features of the Holy Prophet (peace be upon him) to the students of Ḥadīth and Sīrah. Moreover, this research significantly stands very advantageous in Islamic literature because it revisits the revealed books to elaborate shamāil e Nabwī and opens up an exposure for Islamic researchers to study tafāsīr of the Holy Qurān with this aspect as well.

Keywords: Rōh ul M'ānī, Physical Characteristics, Revealed Books, Islamic literature, Shamāil e Nabwī.

کتبِ سماویہ تورات، زبور اور انجیل منزل من اللہ اور اپنے مخصوص ادوار میں ہدایت کا سرچشمہ تھیں۔ حضورِ اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد قرآنِ مجید، فرقانِ حمید تمام عالمِ انسانیت کے لیے تا قیامت رشد وہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کتبِ سماویہ کا مہیمن یعنی محافظ قرار دیا ہے۔ تمام صحفِ سماویہ کا منبع ایک ہونے کی وجہ سے بنیادی تعلیمات کا مشترک ہونا ایک لازمی امر ہے۔ قرآنِ کریم کی طرح کتبِ سابقہ میں بھی آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ بالخصوص شمائل اخلاق کے روشن پہلوؤں کو واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ہزارہا تحریفات اور تبدیلیوں کے باوجود آپ ﷺ کی صفات اور شمائل واخلاق کا تذکرہ آج بھی ان کتب میں موجود ہے، جو نبی کریم ﷺ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہی سبب ہے کہ مقالہ نگاران نے تفسیر روح المعانی کے تناظر میں کتب سماویہ میں ذکر کردہ شمائل نبوی سے متعلقہ روایات پر بحث کی ہے۔ تفسیر روح المعانی پر کسی بھی زبان میں اس حوالے سے کوئی کام مقالہ نگاران کی تحقیق کے مطابق اب تک نہیں ہوا۔

اسلوبِ تحقیق

زیرِ نظر مقالہ میں تفسیر روح المعانی کے تناظر میں کتبِ سماویہ سے شمائلِ نبوی کا مطالعہ کیا جائے گا۔ تجزیاتی اور بیانیہ تحقیق کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ دورانِ تحقیق تفسیر روح المعانی میں ذکر کردہ شمائلِ نبوی ﷺ کی تخریج میں قرآن حکیم، تفاسیر قرآن، کتب احادیث، شروحاتِ حدیث، کتب السیر والمغازی اور کتب تاریخ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ ممکنہ حد تک مصادر اصلیہ سے استفادہ کیا گیا ہے نیز تفسیر روح المعانی میں موجود شمائلِ نبوی ﷺ کے متعلق روایات کی سنداً ومتناً حیثیت بیان کی گئی ہے۔

کتبِ سماویہ سے اخذ واستدلال میں علامہ آلوسی کا منہج واسلوب

علامہ آلوسی کی تفسیر علمِ درایت وعلمِ روایت کا بہترین امتزاج ہے۔ متقدمین نے اپنی اپنی تفاسیر میں محیّر العقول اور عجیب وغریب قسم کی اسرائیلی روایات نقل کی ہیں اور یہ سلسلہ دورِ رسالت سے اب تک چلا آرہا ہے۔ تاہم مفسر علامہ آلوسیؒ اس حوالے سے کافی سخت ہیں۔ آپ من گھڑت اسرائیلی روایات کی تردید کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات ان کی تضحیک بھی کرتے ہیں۔ مثلاً کشتی نوح کے متعلق طرح طرح کی اسرائیلی روایات منقول ہیں جن میں کشتی کی لمبائی، چوڑائی، اونچائی کا ذکر ہے۔ نیز اس بات کا بھی ذکر ہے کہ وہ کس لکڑی سے بنی ہوئی تھی اور کتنے عرصے میں مکمل تیار ہوئی۔ یہ سب موضوع روایات ہیں۔ اس کے متعلق اسرائیلی روایات نقل کرنے کے بعد علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی بات کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

"وعن كعب الأحبار في أربعين سنة، وقيل: في ستين، وقيل: في مائة سنة، وقيل: في أربعمائة سنة، واختلف في أنه في أي موضع صنعها، فقيل: في الكوفة، وقيل: في الهند، وقيل: في أرض الجزيرة، وقيل: في أرض الشام، وسفينة الأخبار في تحقيق الحال فيما أرى لا تصلح للركوب فيها إذ هي غير سالمة عن عيب، فالحري بحال من لا يميل إلى الفضول أن يؤمن بأنه عليه السلام صنع الفلك حسبما قص الله تعالى في كتابه ولا يخوض في مقدار طولها وعرضها وارتفاعها ومن أي خشب صنعها وبكم مدة أتم عملها إلى غير ذلك مما لم يشرحه الكتاب ولم تبينه السنة الصحيحة"[1]

"حضرت کعب احبار سے روایت ہے کہ وہ کشتی چالیس سال میں تیار ہوئی اور بعض حضرات کے بقول ساٹھ سال میں اور بعض کے بقول چار سو سال میں اور اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ وہ کہاں تیار کی گئی۔ بعض نے کہا کوفہ میں بعض نے کہا ہند میں، بعض نے کہا ارضِ جزیرہ میں، بعض نے کہا ارضِ شام میں۔ میری رائے کے مطابق جو خبریں کشتی کے متعلق بیان کی گئی ہیں حقیقتِ حال میں ایسی کشتی سواری کے قابل نہیں ہوسکتی اس لیے کہ وہ عیب سے پاک نہیں ہوگی۔ پس جو آدمی فضول باتوں میں پڑنا پسند نہیں کرتا اُس کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ اس بات پر ایمان لے کر آئے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کشتی تیار کی تھی اور اس کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی کے متعلق غور و فکر نہ کرے اور اس بات پر دھیان نہ دے کہ وہ کس لکڑی کی بنی ہوئی تھی اور وہ کتنی مدت میں تیار ہوئی تھی وغیرہ ذٰلک۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جنہیں نہ تو کتاب اللہ نے بیان کیا ہے نہ سنتِ صحیحہ نے۔"

علامہ آلوسی کا یہ طرز ہر جگہ دکھائی نہیں دیتا۔ بعض اوقات آپ اسرائیلی روایات کو نقل کرتے ہیں اور ان پر کسی قسم کا تبصرہ نہیں فرماتے کہ آیا یہ ضعیف ہیں یا موضوع ہیں۔ مثلاً ہابیل و قابیل کے قتل کے واقعہ کی تفصیلات کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وكان لهابيل لما قتل عشرون سنة، واختلف في موضع قتله، فعن عمر الشعباني عن كعب الأحبار أنه قتل على جبل دير المران، وفي رواية عنه أنه قتل على جبل قاسيون، وقيل: عند عقبة حراء،

---

[1] محمود بن عبداللہ آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، بیروت: دارالکتب العلمیہ، طبع اول، 1415ھ 6/ 249۔
Maḥmōd bin Abdullh Al Ālūsī, **Tafsīr Rōh ul M'ānī**, (Beirut: Dār Al-Kutub Al-ʿIlmīyah, 1415 H), vol. 6, p. 249.

وقيل: بالبصرة في موضع المسجد الأعظم۔۔ "[2]

"اور ہابیل کو جب قتل کیا گیا تب ان کی عمر بیس سال تھی اور ان کی قتل گاہ کے متعلق اختلاف ہے۔ عمر الشعبانی سے روایت ہے وہ حضرت کعب احبار سے نقل کرتے ہیں کہ انہیں جبلِ المران پر قتل کیا گیا اور انہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کو جبلِ قاسیون پر قتل کیا گیا اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ حراء گھاٹی کے پاس اور بعض کے نزدیک بصرہ میں مسجد اعظم کی جگہ قتل کیا گیا۔"

یہاں علامہ آلوسی نے مختلف اقوال نقل کیے ہیں لیکن ان پر کسی قسم کی کوئی بحث نہیں کی۔

تفسیر روح المعانی کے تناظر میں کتبِ سماویہ میں شمائلِ نبوی کا بیان

جہاں تک مباحث و متعلقاتِ سیرت کا تعلق ہے تو علامہ آلوسی نے کثیر مقامات پر آپ ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو کتبِ سماویہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ کئی مقامات پر تو آپ صحیحین اور دیگر کتبِ حدیث کے حوالے سے ہی کتبِ سابقہ کا حوالہ دیتے ہیں، براہ راست ان کتب سماویہ سے حوالہ نہیں دیتے اور جہاں براہ راست حوالہ دیتے ہیں تو وہاں مکمل حوالہ دینے کے بجائے سفر یا باب کا حوالہ دیتے ہیں۔ لیکن سوائے دو چار مقامات کے وہ حوالہ بھی نہیں دیا۔ بلکہ رُوِی یا قیل کے الفاظ کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں اور ان کی سند پر بھی صرف چند ایک مقامات پر بحث کی ہے۔ چونکہ روح المعانی اصولاً تفسیر کی کتاب ہے اس لیے علامہ آلوسی نے آیات کے تحت تمام احوال وواقعات کا احاطہ تو نہیں کیا البتہ بعض مباحث کو بیان کیا ہے۔ بعض کو اجمالاً اور بعض کو تفصیلاً۔ چنانچہ ذیل میں ان مباحثِ کو بیان کیا جاتا ہے۔

1.1 تورات میں نبی کریم ﷺ کا ذکرِ مبارکہ:

علامہ آلوسی نے کتبِ سماویہ میں سے سب سے زیادہ تورات سے استفادہ کیا ہے۔ مقالہ نگاران کی تحقیق کے مطابق تفسیر روح المعانی میں مختلف مضامین کو بیان کرتے ہوئے 322 مقامات پر تورات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ باقی نبی کریم ﷺ کی صفاتِ مبارکہ کو تمام آسمانی کتابوں میں کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ اگر اہلِ کتاب تعصب کی عینک اتار کر اپنی کتابوں کا مطالعہ کریں تو یقیناً حضورِ اقدس ﷺ کی ذاتِ طیبہ پر ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں۔ تاہم

---

[2] آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، 285/3۔

Al Ālūsī, **Tafsīr Rōh ul M'ānī**, 3/285.

متعدد اہلِ کتاب ایسے بھی تھے جنہوں نے انصاف سے کام لیا اور آپ ﷺ کی صفات مبارکہ کو دیکھ کر ایمان لے آئے اور دنیا و آخرت کی فلاح ان کا مقدر رہوئی۔

1.2 سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں نبی کریم ﷺ کا ذکرِ مبارک اپنی امتوں کے سامنے کرتے رہے۔ بالخصوص حضرت ابراہیم علیہم السلام تو آپ ﷺ کی بعثت کی دعائیں مانگتے تھے کعبۃ اللہ شریف کی تعمیر کے مکمل ہونے کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيم"[3]

"اے میرے رب اس کعبۃ اللہ کو آباد کرنے کے لیے اس قوم میں انہی میں سے ایک رسول بھیجیے جو ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے بلاشبہ آپ غالب ہیں حکمت والے ہیں۔"

اسی بناء پر آپ ﷺ کو دعائے ابراہیم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ آلوسی نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل روایات نقل کی ہیں:

"روى أحمد عن العرباض عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أنه قال: «سأخبركم بأول أمري، أنا دعوة إبراهيم، وبشارة عيسى، ورؤيا أمي التي رأت حين وضعتني "[4]

"یعنی میں تمہیں اپنی ابتداء کے متعلق خبر دیتا ہوں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا جب انہوں نے مجھے جنا۔"

اس روایت کو علامہ آلوسی نے مسند احمد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ لیکن مسند احمد بن حنبل میں روایت کے الفاظ ذرا مختلف ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

---

[3] البقرہ،2: 129۔

Al Qur'ān 2:129.

[4] الآلوسی، **تفسیر روح المعانی**،1/ 384۔

Al Ālūsī, **Tafsīr Rōh ul M'ānī**, 1/384.

"وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِأَوَّلِ ذَلِكَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسَى بِي، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَت"[(5)]

ترجمہ: اور میں تمہیں اس کی ابتداء کے متعلق بتاتا ہوں۔(میں)حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا۔

ممکن ہے کہ علامہ آلوسی سے روایت کے نقل کرنے میں تسامح ہوا ہو یا آپ نے روایت بالمعنیٰ نقل کی ہو۔

1.3 نبوت کا بنی اسماعیل میں منتقل ہونا:

بنی اسرائیل میں کم و بیش چار ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کیا گیا لیکن بنی اسرائیل نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کو ٹھکرایا بلکہ اللہ رب العزت کے ان برگزیدہ بندوں کو ناحق قتل بھی کیا جس کے متعلق قرآن کریم میں متعدد مقامات پر صراحت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔اس ناقدری کی وجہ سے نبوت جیسا عظیم منصب بنی اسماعیل میں منتقل کر دیا گیا تورات میں بھی اس کے متعلق تصریح موجود ہے۔چنانچہ علامہ آلوسی آیت مبارکہ "وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيا"[(6)] کا شانِ نزول بیان کرتے ہیں:

"روي أن عبد الله بن سلام دعا ابني أخيه سلمة ومهاجرا إلى الإسلام فقال لهما: ---فنزلت وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيا"[(7)]

"حضرت عبداللہ بن سلام نے اپنے بھتیجوں سلمہ اور مہاجر کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں اولادِ اسماعیل میں ایک نبی بھیجوں گا جس کا نام احمد ہو گا، پس جو ان پر ایمان لے کر آئے گا وہ ہدایت پا جائے گا اور جو ان پر ایمان نہیں لائے گا وہ ملعون ہو گا۔تو حضرت سلمہ اور مہاجر رضی اللہ عنہما نے اسلام قبول کر لیا پس اس موقع پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔"

---

[5] احمد بن حنبل، **مسند احمد**، بیروت:مؤسسة الرساله، رقم الحدیث:17150، 379/28۔

Ahmad bin Ḥanbal, **Musnad**,(Beirut: Muassassah Al Risālah), Hadith no.:17150, 28/379.

[6] **البقرة** 2: 130۔

Al Qur'ān.2: 130

[7] الآلوسی، **تفسیر روح المعانی**، 1/ 385۔

Al Ālūsī, **Tafsīr Rōh ul M'ānī**, 1/385.

اس روایت کو متعدد مفسرین نے اپنی تفاسیر میں نقل کیا ہے جن میں تفسیر بغوی[8] اور تفسیر کشاف[9] شامل ہیں۔ تاہم کتبِ حدیث، کتبِ تخریج حتیٰ کہ کتب العلل میں بھی یہ روایت نہیں مل سکی۔ البتہ کتب سیرت میں صرف علامہ حلبی نے السیرۃ الحلبیہ میں اس کو نقل کیا ہے۔

یہاں علامہ آلوسی نے کتبِ سابقہ سے مکمل حوالہ دینے کے بجائے رُوِی کے لفظ پر اکتفاء کیا ہے۔

1.4 تورات میں نبی کریم ﷺ کے بعض اوصاف کا ذکر

تورات میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف کو واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی اتباع کو کامیابی کا ضامن قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

"الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ---"[10]

"جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔"

اس مقام پر علامہ آلوسی نے تفصیلی بحث کی ہے اور آسمانی کتابوں میں نبی کریم ﷺ کی بیان کی گئیں

---

[8] حسین بن مسعود الفراء البغوی، **معالم التنزیل فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر البغوی**، بیروت: داراحیاء التراث العربی، طبع اول، 1420ھ، 1/169۔

Husaīn bin Masūd Al Baghwī, **Maālim Al Tanzīl**,(Beirut :Dār Iḥīāʾ Al-Turāth Al-ʿArab),1420H, 1/169.

[9] محمودبن عمروبن أحمد، جاراللہ الزمخشري، **الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل**، بیروت: دارالکتاب العربي، طبع اول، 1407ھ، 1/191۔

Maḥmūd bin Amar bin Ahmad, **Al Kshsāf,** (Beirut**:** Dār ul Kitābʾ Al-ʿArab), 1407H, 1/191.

[10] **الاعراف**، 7 : 157۔

Al Qur'ān.7: 157.

صفات کو مفصلاً بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

"أخرج البيهقي في الدلائل[11]عن عبد الله بن سلام قال: «صفة رسول الله صلّى الله عليه وسلّم في التوراة يا أيها النبي إنا أرسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا --- ومثله من روايةالبخاري[12]وغيره عن عبد الله بن عمرو بن العاص"[13]

"حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ تورات میں نبی کریم ﷺ کی صفات ان الفاظ میں وارد ہوئی ہیں کہ "اے نبی! ہم نے تمہیں گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اور ان پڑھ قوم کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو۔ میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ تم نہ بدخو ہو، نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شوروغل مچانے والے، (اور تورات میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ) وہ (میرا بندہ اور رسول) برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دے گا۔ بلکہ معاف اور درگزر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی روح قبض نہیں کرے گا جب تک ٹیڑھی شریعت کو اس سے سیدھی نہ کرالے، یعنی لوگ "لا إله إلا الله" نہ کہنے لگیں اور اس کے ذریعہ وہ اندھی آنکھوں کو بینا، بہرے کانوں کو شنوا اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کے پردے کھول دے گا۔"

اس حدیث کی تخریج تو عربی عبارت کے ذیل میں ہی کر دی گئی ہے۔ بہرحال یہ روایت کافی طویل ہے۔ تمام محدثین نے اس کو مکمل ذکر نہیں کیا بلکہ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ یہ روایت متعدد کتب میں موجود ہے۔ صحیح بخاری میں اگرچہ ان الفاظ کے ساتھ روایت موجود نہیں تاہم ان سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ روایت منقول ہے۔

---

[11] احمد بن حسین البیہقی، **دلائل النبوّہ**، بیروت:دار الکتب العلمیة ،طبع اول، 1405ھ، بَابُ صِفَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ وَسَائِرِ الْكُتُبِ، **376/1**۔

Ahmad bin Husaīn Al Bahqīs, **Dalāil Al Nubuwwah**,(Beirut: Dār Al-Kutub Al-ʿIlmīyah), 1405 H, 1/376.

[12] محمدبن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، مصر:دارطوق النجاة، 1422ھ، كِتَابُ البُيُوعِ، بَابُ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوقِ حدیث نمبر: 2125، 66/3۔

Muhammad bin ʿIsmāʿīl Al Bukhārī, **Al Jāmʿi Al-Ṣaḥīḥ** (Egypt**:** Dār Ṭaūq Al-Najāh, 1422 H), Hadīth No. 2125, 3/66.

[13] الآلوسی، **تفسیر روح المعانی**، 5 / 76۔

Al Ālūsī,**Tafsīr Rōh ul M'ānī**, 5/76.

باقی اس قسم کی روایت کو ذکر کر کے علامہ آلوسی نے اہلِ کتاب پر حجت تمام کر دی ہے۔ کیونکہ اہلِ کتاب کے بہت بڑے عالم خود تورات کے حوالے سے آپ ﷺ کی یہ صفاتِ مبارکہ بیان فرما رہے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وقال في التوراة يا محمد إني منزل عليك توراة حديثة تفتح بها «أعينا عميا وآذانا صما وقلوبا غلفا[14]"اور اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا: اے محمد! میں آپ کی طرف بولتی ہوئے تورات نازل کروں گا۔ جس کے ذریعے آپ اندھوں کی آنکھوں اور بہروں کے کانوں اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھولیں گے۔"

اس مقام پر تورات کا حوالہ دیتے ہوئے علامہ آلوسی نے فصل یا سفر کا حوالہ نہیں دیا۔

1.5 حضرت عیسیٰؑ کی طرف سے خاتم الانبیاء ﷺ کی پیشین گوئی:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ[15]

ترجمہ: اور جب عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اس حال میں کہ اپنے سے پہلے اترنے والی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور تمہیں ایک رسول کی خوشخبری دے رہا ہوں جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام احمد ہوگا۔ پس جب ان کے پاس واضح دلائل آگئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

یہ قرآن مجید کی ایک بہت ہی اہم آیت ہے جس پر مخالفینِ اسلام کی طرف سے بہت زیادہ بحث کی گئی ہے اور بدترین خیانت سے بھی کام لیا گیا ہے کیونکہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا نام لے کر آپ ﷺ کی آمد کی بشارت دی تھی۔ اس لیے علامہ آلوسی نے اس پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔

---

[14] الآلوسی، تفسیر روح المعانی، 108/1۔

Ibid. 1/108.

[15] الصف، 61: 6۔

Al Qur'ān 6: 61.

اس کی تفسیر میں علامہ آلوسی نے تورات کی روایات کو نقل کرکے اتمامِ حجت کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"وله تعالى: وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي معطوف على مُصَدِّقاً، وهو داع أيضا إلى تصديقه عليه السلام من حيث إن البشارة بهذا الرسول صلّى الله عليه وسلم واقعة في التوراة كقوله تعالى في الفصل العشرين من السفر الخامس منها۔۔"[16]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا فرمان " وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي کا عطف مُصَدِّقاً پر ہے۔ گویا حضرت عیسیٰ خود نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرنے کی دعوت دے رہے ہیں وہ اس طرح کہ رسول کریم ﷺ کی تشریف آوری کی خوشخبری تورات میں بھی موجود ہے۔ جیسا کہ تورات کے سفر خامس کی بیسویں فصل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:"خدا سینا سے آیا تھا اور ساعیر سے ظاہر ہوا تھا اور اس کے ساتھ فاران کے پہاڑوں سے اس کے دائیں طرف خالص پروردگار نمودار ہوئے تھے۔" اور اس سفر خامس کی گیارہویں فصل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"اے موسیٰ! میں آپ کی طرح بنی اسرائیل میں ایک نبی اٹھاؤں گا، میں اپنے الفاظ اس میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اس کو حکم دوں گا وہ ان کو بتائے گا اور جو کوئی اس نبی کی بات کو قبول نہیں کرے گا تو میں اس سے اور اس کی نسلوں سے انتقام لوں گا۔ نیز حضرت عیسیٰ کے کلام میں یہ بھی ہے کہ اس کا دین تمام آسمانی کتابوں اور جملہ انبیاء کرام کی تصدیق کرتا ہو گا۔"

اس مقام پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے روایت کو نقل کرتے ہوئے فصل اور سفر کا حوالہ تو دیا ہے۔ لیکن صفحہ نمبر کا حوالہ نہیں دیا۔ نیز روایت نقل کرنے کے بعد اس پر کسی قسم کا تبصرہ بھی نہیں فرمایا۔

1.6 شامول یہودی کا تبع بادشاہ کے سامنے آپ ﷺ کی جائے ولادت اور دار الہجرت کا ذکر:

"وأخرج ابن سعد وابن عساكر عن أبي بن كعب قال: لما قدم تبع المدينة ونزل بفنائها بعث إلى أحبار يهود فقال: إني مخرب هذا البلد حتى لا تقوم به يهودية ويرجع الأمر إلى دين العرب فقال له: شامول اليهودي وهو يومئذ أعلمهم: أيها الملك إن هذا بلد يكون إليه مهاجر نبي من بني إسماعيل مولده بمكة اسمه أحمد وهذه دار هجرته"[17]

---

[16] الآلوسی، **تفسیر روح المعانی**، 280/14۔

Al Ālūsī, **Tafsīr Rōh ul M'ānī**, 14/280.

[17] الآلوسی، **تفسیر روح المعانی**، 126/13۔

Al Ālūsī, **Tafsīr Rōh ul M'ānī**, 13/126.

"حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تبع مدینہ آیا اور اس کی سرزمین پر اترا تو اس نے احبارِ یہود کی طرف پیغام بھیجا کہ میں اس شہر کو ویران کرنے لگا ہوں حتیٰ کہ یہاں کوئی یہودی باقی نہ رہے اور دینِ عرب پر اتفاق ہو جائے۔ تو شامول یہودی نے کہا: (جو اس وقت یہودیوں کا سب سے بڑا عالم تھا) "اے بادشاہ اس شہر میں بنی اسماعیل میں سے ایک نبی ہجرت کر کے تشریف لائیں گے ان کی جائے پیدائش مکہ ہے ان کا نام احمد ہو گا اور یہ ان کا دارالہجرت ہے۔"

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل یہود احبار کو آپ ﷺ کی جائے ولادت، دارالہجرت اور دیگر تمام ضروری معلومات تھیں صرف ہٹ دھرمی ان کی گمراہی کی وجہ بنی۔

1.7 رسول اللہ ﷺ کے حلیہ مبارک کا ذکر:

"وأخرج ابن سعد وابن عساكر عن أبي بن كعب---قال:رجل ليس بالقصير ولا بالطويل في عينيه حمرة يركب البعير ويلبس الشملة سيفه على عاتقه لا يبالي من لاقى حتى يظهر أمره"[18]

"ابن سعد اور ابنِ عساکر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں شامول یہودی سے تبع نے کہا کہ اس آخری نبی کی صفات کیا ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: وہ نبی نہ تو چھوٹے قد کے ہوں گے اور نہ لمبے قد کے۔ آپ کی آنکھوں میں سرخی ہو گی آپ اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ پگڑی کا شملہ چھوڑیں گے۔ ان کی تلوار ان کے کندھے پر ہو گی۔ وہ اپنے مد مقابل کی بالکل پرواہ نہیں کریں گے حتیٰ کہ ان کا دین غالب ہو جائے۔"

اس روایت کو امام ابنِ سعد نے الطبقات الکبریٰ میں[19] اور امام ابنِ عساکر نے تاریخ دمشق میں نقل کیا ہے۔[20]

---

[18] ایضاً 126/13۔

Ibid. 13/126.

[19] محمدبن سعد، **الطبقات الکبری**، بیروت: دارالکتب العلمیه، 1410ھ، ذِكْرُ عَلامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي رَسُولِ اللَّهِ- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أن يوحى إِلَيْهِ، 1/ 126۔

Muhammad bin Sa‘ad, **Al Tabqāt Al Kubra’**, (Beirut: Dār Al-Kutub Al-ʿIlmīyah), 1410 H, 1/126.

[20] علی بن الحسین المعروف ابنِ عساکر، **تاریخِ دمشق**، بیروت: دارالفکر للطباعةوالنشر والتوزیع، 1415ھ، باب حرف التاء تبع، 14/11۔

نبی کریم ﷺ کے حلیہ مبارک کے متعلق کثیر روایات صحاح ستہ و کتبِ شمائل میں موجود ہیں لیکن علامہ آلوسی نے اس مقام پر ابنِ سعد و ابنِ عساکر کے حوالے سے روایت کو نقل کیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس مقام پر تبع کے مدینہ منورہ کی سرزمین پر آنے کا تاریخی واقعہ بھی ذکر کیا جس کے ضمن آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کا تذکرہ آتا ہے۔ اگر مستقلاً حلیہ مبارک کا ذکر فرماتے تو شاید حسبِ سابق کتبِ حدیث و سیرت کو ترجیح دیتے۔

1.8 تورات کی مباحثِ سیرت میں یہود کی بدترین تحریف

یہود تعصب اور ہٹ دھرمی کی بناء پر کلامِ الٰہی میں تحریف سے بھی باز نہ آتے تھے۔ ورنہ تورات میں آپ ﷺ کا ذکر مبارک واضح الفاظ میں موجود تھا جسے پڑھ کر اسلام قبول کرسکتے تھے۔ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"يَسْمَعُونَ كَلامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ"[21]

"أي يسمعون التوراة ويؤولونها تأويلا فاسدا حسب أغراضهم، وإلى ذلك ذهب ابن عباس رضي الله تعالى عنهما والجمهور على أن تحريفها بتبديل كلام من تلقائهم- كما فعلوا ذلك في نعته صلى الله تعالى عليه وسلم- فإنه روي أن من صفاته فيها أنه أبيض ربعة فغيروه بأسمر طويل كما في البخاري"[22]

"یعنی وہ تورات کو سنتے اور اس میں اپنے حسبِ منشاء باطل تاویلیں کرتے تھے۔ حضرت ابنِ عباس اور جمہور حضرات کا مؤقف یہی ہے کہ ان کی تحریف سے مراد اپنی طرف سے کلام کو تبدیل کرنا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے آپ ﷺ کی صفاتِ عالیہ کے بیان میں ایسا ہی کیا۔ تورات میں آپ ﷺ کی صفات میں "ابیض ربعة" وارد ہوا تھا جسے انہوں نے " اسمر طویل" کے الفاظ کے ساتھ تبدیل کردیا۔ جیسا کہ بخاری میں ہے۔"

مذکورہ روایت علامہ آلوسی نے بہ حوالہ بخاری نقل کی تاہم بخاری میں ان الفاظ کے ساتھ کوئی روایت موجود نہیں۔

Alī bin Husaīn, **Tārīkh e Dimashq**,(Beirut: Dār Al-Fikar),1415 H, 11/14.

[21] البقرہ:75/2۔

Al Qur'ān 2:75.

[22] الآلوسی، تفسیر روح المعانی،299/1۔

Al Ālūsī, **Tafsīr Rōh ul M'ānī**, 1/299.

1.9 آنحضرت کا واسطہ دے کر طلبِ فتح

علامہ آلوسی اس آیت "وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا"[23] کے شانِ نزول میں لکھتے ہیں:

"نزلت في بني قريظة والنضير كانوا يستفتحون على الأوس والخزرج برسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قبل مبعثه- قاله ابن عباس رضي الله تعالى عنهما وقتادة- والمعنى يطلبون من الله تعالى أن ينصرهم به على المشركين، كما روى السدي أنهم كانوا إذا اشتد الحرب بينهم وبين المشركين أخرجوا التوراة ووضعوا أيديهم على موضع ذكر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وقالوا: اللهم إنا نسألك بحق نبيك الذي وعدتنا أن تبعثه في آخر الزمان أن تنصرنا اليوم على عدونا فينصرون"[24]

"یہ آیت بنو قریظہ اور بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئی جو آپ ﷺ کی بعثت سے قبل آپ کا واسطہ دے کر اوس اور خزرج کے خلاف فتح کی دعا مانگا کرتے تھے۔ ابنِ عباس اور قتادہ سے یہی تفسیر منقول ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مشرکین کے خلاف مدد کی دعا کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ سُدی نے روایت کی ہے کہ جب یہود اور مشرکین کے درمیان جنگ ہوتی تو وہ تورات نکالتے اور اس جگہ اپنا ہاتھ رکھتے جہاں نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا گیا ہے اور کہتے: اے اللہ! ہم آپ سے اس نبی کے صدقے جس کا آپ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اس کو آخر زمانے میں مبعوث فرمائیں گے یہ سوال کرتے ہیں کہ آج ہمارے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما! تو ان کی مدد کی جاتی۔"

1.10 انجیل میں نبی کریم ﷺ کا اسمِ گرامی:

"اسمه اَحْمَدُ" [25]

[23] البقرہ:89/2۔

Al Qur’ān 2:89.

[24] الآلوسی، تفسیر روح المعانی، 319/1۔

Al Ālūsī, **Tafsīr Rōh ul M‘ānī**, 1/319.

[25] الصف، 61: 6۔

Al Qur’ān 6: 61.

آیت کے اس حصے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی بھی بیان کیا ہے کہ ان نبی کانام "احمد" ہوگا اور اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں علامہ آلوسی نے متعدد روایات نقل کی ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ حضرت حسان بن ثابت کا شعر بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ففي الفصل الخامس عشر منه قال يسوع المسيح: إن الفارقليط روح الحق الذي يرسله أبي يعلمكم كل شيء" [26]

"(انجیلِ یوحنا کی) پندرہویں فصل میں ہے کہ فارقلیط یعنی محمد ﷺ حق تعالیٰ کی روح ہیں جنہیں میرے والد تمہاری طرف بھیجیں گے۔ جو تمہیں ہر چیز کی تعلیم دیں گے۔"

یہاں انجیلِ یوحنا کے متعدد اقتباسات علامہ آلوسی نے نقل کیے ہیں۔ جن میں فصل نمبر کا حوالہ بھی دیا ہے۔ ان کے بعد آپ نے صحیحین کی اس روایت کو ذکر کیا ہے جس میں آپ ﷺ نے خود اپنے اسماء گرامی ذکر فرمائے اور ان میں نام احمد بھی ذکر فرمایا۔ چنانچہ آپ نقل فرماتے ہیں:

"وصح من رواية البخاري[27]عن جبير بن مطعم قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إن لي أسماء أنا محمد--- "[28]"رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمد ہوں میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں اللہ تعالیٰ لوگوں کو میرے قدموں پر جمع فرمائیں گے اور میں ماحی ہوں میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے اور میں عاقب ہوں۔"

تمام محدثین نے بالاتفاق اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس روایت میں آپ ﷺ کے چند ایک اسماء گرامی نقل کیے گئے ہیں۔ دوسری احادیث مبارکہ میں ان کے علاوہ مزید اسمائے مبارکہ بھی منقول ہیں۔

---

[26]الآلوسی، **تفسیر روح المعانی**، 281/14۔

Al Ālūsī, **Tafsīr Rōh ul M'ānī**, 14/281.

[27]البخاری، **الصحیح**، كِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى:{مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ} حدیث نمبر: 4896، 151/6۔

Al-Bukhārī, **Al-Ṣaḥīḥ**, Hadīth No.4896, 6/151.

[28]الآلوسی، **تفسیر روح المعانی**، 281/14۔

Al Ālūsī, **Tafsīr Rōh ul M'ānī**, 14/281.

1.11 انجیل میں نبی کریم ﷺ کے حلیہ واوصافِ مبارکہ کا ذکر:

علامہ آلوسی نے تقریباً 64 مقامات پر تفسیر روح المعانی میں انجیل کا حوالہ دیا ہے۔انجیل کے حوالے سے بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کی صفات کو ذکر کیا ہے چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:"وجاء من حديث أخرجه ابن سعد[29] وابن عساكر من طريق موسى بن يعقوب الربعي[30]عن سهل مولى خيثمة قال:«قرأت في الإنجيل نعت محمد صلّى الله عليه وسلّم أنه لا قصير ولا طويل --- وهو من ذرية إسماعيل اسمه أحمد"[31]

" حضرت سھل مولیٰ خیثمہ سے روایت ہے کہ میں نے انجیل میں حضرت محمد ﷺ کی یہ صفات پڑھیں کہ آپ ﷺ نہ تو چھوٹے قد کے ہوں گے اور نہ زیادہ لمبے قد کے ،زلفوں والے ہوں گے،ان کے کندھوں کے درمیان ختمِ نبوت کی مہر ہو گی،وہ صدقہ قبول نہیں کریں گے اور وہ دراز گوش اور اونٹ پر سوار ہوں گے، بکریوں کا دودھ خود دوہ لیا کریں گے اور پیوند لگی ہوئی قمیص پہنیں گے اور جو کوئی اس طرح کرے گا وہ تکبر سے بری ہو گا اور وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے ان کا نام احمد ہو گا۔"

یہ روایت کتبِ حدیث یا کتبِ تخریج میں نہیں مل سکی۔تاہم اس روایت کو علامہ سیوطی نے الخصائص الکبریٰ[32] اور علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی نے سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد میں بھی ذکر کیا ہے۔

---

[29] ابن سعد،**الطبقات الكبرىٰ**،باب ذِكْرُ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ،272/1۔

Ibn e Sa’ad, **Al Tabqāt Al Kubrā**, 1/272.

[30] ابنِ عساكر،**تاريخِ دمشق**،باب ما جاء في الكتب من نعته وصفته وما بشرت به الأنبياء أممها من نعته عليه الصلاة والسلام،390/3۔

Ibn e ‘Asākir, **Tārīkh e Dimashq**, 3/390.

[31] الآلوسی،**تفسیر روح المعانی**،76/5۔

Al Ālūsī,**Tafsīr Rōh ul M‘ānī**, 14/280.

[32] عبدالرحمٰن بن ابی بکر،جلال الدین السیوطی،**الخصائص الکبری**،بیروت:دارالکتب العلمیہ،س ن،لَطِيفَة أُخْرَى فِي أَن اخذ الْمِيثَاق من النَّبِيين لنبينا صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَعَلَيْهِم كَإِيمَانِ الْبيعَة الَّتِي تُؤْخَذ للخلفاء،65/1۔

‘Abdul Raḥmān bin Abī Bakr,**Al Khaṣāis ul Kubrā**,(Beirut: Dār Al-Kutub Al-ʿIlmīyah), n.d., 1/65.

1.12 مہرِ نبوت کا ذکر:

"وجاء من حديث أخرجه ابن سعد وابن عساكر من طريق موسى بن يعقوب الربعي عن سهل مولى خيثمة قال:قرأت في الإنجيل نعت محمد صلّى الله عليه وسلّم أنه لا قصير ولا طويل أبيض ذو ضفيرتين بين كتفيه خاتم ---وهو من ذرية إسماعيل اسمه أحمد"[33]

"اور ابنِ سعد اور ابنِ عساکر کی ہی ایک روایت میں آیا ہے جو موسیٰ بن یعقوب الربعی کے طریق سے منقول ہے وہ حضرت سھل مولیٰ خیثمہ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے انجیل میں آپ ﷺ کی صفات پڑھی ہیں کہ آپ ﷺ نہ تو چھوٹے قد کے ہوں گے نہ بڑے قد کے۔ رنگت سفید ہو گی۔ لمبی زلفوں والے ہوں گے۔ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت ہو گی۔ وہ صدقہ قبول نہ کریں گے۔ دراز گوش اور اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ بکری کا دودھ خود دوہ لیں گے۔ پیوند لگی قمیص پہن لیں گے اور جو کوئی اس طرح کرے گا وہ تکبر سے بری ہو گا اور حضرت محمد ﷺ اسی طرح کریں گے۔ وہ اولادِ اسمٰعیل میں پیدا ہوں گے اور ان کا نام احمد ہو گا۔"

1.13 انجیل میں آپ ﷺ کی امت کا ذکر:

"وقد أخرجه ابن جرير وابن المنذر، عن الضحاك وابن جرير وعبد بن حميد عن قتادة، وذكرا عنه أنه قال أيضا: مكتوب في الإنجيل سيخرج قوم ينبتون نبات الزرع يخرج منهم قوم يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر"[34]

"حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ انجیل میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ عنقریب ایک قوم آئے گی جو کھیتی کی طرح چند دن میں ہی پھوٹ کر بہت جلد اپنے عروج کو پہنچ جائے گی۔ انہی میں سے ایک قوم لوگوں کو نیک کاموں کا حکم کرے گی اور برائیوں سے منع کرے گی۔" یہ روایت کتبِ حدیث و سیرت میں ان الفاظ کے ساتھ نہیں مل سکی تاہم اس روایت کو30 سے زائد

---

[33] الآلوسی، **تفسیر روح المعانی**، 76/5۔

Al Ālūsī, **Tafsīr Rōh ul M'ānī**, 14/280.

[34] ایضاً 280/13۔

Ibid. 13/280.

مفسرین نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔جن میں تفسیر طبری [35] اور تفسیر قرطبی [36] سرفہرست ہیں۔

1.14 زبور میں آنحضرت ﷺ اور آپ کی امت کی خصوصیات کا بیان:

علامہ آلوسی نے کتبِ سماویہ میں سے سب سے کم استفادہ زبور سے کیا ہے۔چنانچہ تفسیر روح المعانی میں صرف 15 مقامات پر زبور کا ذکر آیا ہے۔مباحثِ سیرت کو بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر علامہ آلوسی نے علامہ بیہقی کی دلائل النبوۃ سے ایک تفصیلی روایت کو زبور کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

"وجاء من خبر أخرجه البيهقي في الدلائل[37] عن وهب بن منبه قال:إن الله تعالى أوحى في الزبور يا داود إنه سيأتي من بعدك نبي اسمه أحمد---"[38]

"اللہ تعالیٰ نے زبور میں وحی فرمائی اے داؤد! تیرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد اور محمد ہو گا میں اس پر کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گا اور وہ بھی میری کبھی نافرمانی نہیں کریں گے اور میں نے اس کے تمام صغیرہ کبیرہ گناہ معاف کر دیئے ہیں اور اس کی امت پر رحم کیا گیا ہے ۔ میں اس امت کو نوافل پر ایسا ثواب عطا کروں گا جیسا انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا کرتا ہوں میں نے ان پر ان چیزوں کو فرض کیا جو چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام پر فرض کیں، حتیٰ کہ وہ میرے پاس قیامت کے دن آئیں گے اس حال میں ان کا نور انبیاء کے نور کی طرح ہو گا اور وہ اس وجہ سے کہ میں نے ان پر فرض کیا کہ وہ ہر نماز کے وقت پاکی حاصل کریں جیسا کہ میں

---

[35] محمد بن جریرالطبری، **جامع البیان فی تأویل القرآن (تفسیر الطبری)**، بیروت:مؤسسة الرسالہ، طبع اول،1420ھ،268/22۔

Muhammad bin Jarīr Al Tabrī, **Tafsīr Al Tabrī**, (Beirut: Muassah Al Risālah), 1420 H, 22/268.

[36] محمدبن احمدقرطبی، **الجامع لاحکام القرآن**، مصر:دارالکتب المصریہ، طبع دوم، 1384ھ، 295/16۔

Muhammad bin Ahmad Qurtubī, **Tafsīr Qurtbī**, (Egypt: Dār Al-Kutub Al-Misriah),1384 H, 16/295.

[37] البیہقی، **دلائل النبوّة**، بَابُ صِفَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ ----381/1۔

Al Bahqī, **Dalāil Al Nubuwwah**, 1/381.

[38] الآلوسی، **تفسیرروح المعانی**،76/5۔

Al Ālūsī, **Tafsīr Rōh ul M'ānī**, 5/76.

نے انبیاء کرام علیہم السلام کو حکم دیا۔ اور میں نے ان کو سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح غسلِ جنابت کا حکم دیا اور ان کو حج اور جہاد کا حکم دیا جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو حکم دیا۔

اس روایت کو علامہ مقریزی نے[39] اور علامہ ابن کثیر نے بھی البدایہ والنہایہ میں نقل کیا ہے۔[40]

تاہم متونِ حدیث یا کتبِ تخریج میں یہ روایت باوجود بسیارِ تلاش نہیں مل سکی۔ نیز یہاں بھی زبور کی طرف نسبت کرتے ہوئے حوالہ دیا ہے۔ باقی اس کی تفصیلات نقل نہیں کی گئیں۔

خلاصہ بحث:

علامہ آلوسی اپنے زمانے کے ایک گوہرِ نایاب تھے۔ 53 سال کی مختصر عمر میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ تاقیامت ان کے آثار ان کے لیے صدقہ جاریہ اور امت کے لیے نشانِ منزل رہیں گے۔ آپ کی تفسیر سابقہ تمام تفاسیر کا نچوڑ ہے۔ جس میں متعدد علوم وفنون بیان کیے گئے ہیں۔ مقالہ میں صرف تفسیر روح المعانی میں کتبِ سماویہ کے حوالہ سے موجود شمائلِ نبوی پر بحث کی گئی ہے۔ اس موضوع کا احاطہ کرنے کے لیے تو یہ مقالہ ناکافی ہے، تاہم محققین اس عنوان پر پی ایچ۔ڈی کی سطح پر تفصیلاً کام کرسکتے ہیں۔ مقالہ میں تورات، زبور اور انجیل کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی، نبی کریم ﷺ کا اسمِ گرامی، صفاتِ عالیہ، حلیہ مبارک، مہرِ نبوت، امتِ محمدیہ کی خصوصیات اور یہودیوں کا آنحضرت کو واسطہ بنا کر دعائیں مانگنا اور مباحثِ سیرت میں یہود کی جانب سے تحریف کا ذکر کیا گیا ہے۔ صرف روایات کے نقل کرنے پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ ان کی تخریج اور ان پر بحث ونقد بھی کی گئی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

---

[39] احمد بن علی المقریزی، **إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع**، بیروت: دارالکتب العلمیه، طبع اول 1420ھ، فصل في ذكر الفضائل ،343/3۔

Ahmad bin Alī Al Maqrizī, **Imta' ul Asmā**,(Beirut: Dār Al-Kutub Al-ʿIlmīyah), 1420H, vol.3,p.343.

[40] اسماعیل بن عمر ابن کثیر، **البدایه والنہایه**، بیروت: داراحیاء التراث العربی، طبع اول، 1408ھ، فَصْلٌ فِيمَا يُذْكَرُ مِنْ صِفَاتِهِ عليه السلام فِي الْكُتُبِ الْمَأْثُورَةِ عَنِ الْأَنْبِيَاءِ الْأَقْدَمِينَ، 71/6۔

Ismāīl bin 'Umar ibn e Kathīr, **Al Bidāyah wal Nihāyah**, (Beirut :Dār Iḥīāʾ Al-Turāth Al-ʿArab), 6/71.